سوال

(72) رفیع الیدین اور آمین بالجہر

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رفع یدین کرنا وقت جانے رکوع کے اور وقت اٹھانے سر کے رکوع سے درست ہے یا نہیں ؟

2۔ آمین باآواز بلند کہنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔ ماہرین شریعت غراپر مخفی و محتجب نہ ہے کہ رفع یدین کا کرنا وقت جانے رکوع اور وقت اٹھانے سر کے رکوع سے صحیح سے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور اسی کے قائل ہیں جمہور محدثین۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

ابن عُمَرَ, قالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إذَا افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ, وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَعَلَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يَسْجُدُ، وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ [1]

(عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو "اللہ اکبر" کہتے اور "اللہ اکبر" کہتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ ان کو اپنے کندھوں کے برابر لے جاتے۔ جب رکوع کرنے کے لیے "اللہ اکبر" کہتے تو پھر ایسے ہی کرتے اور جب "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے تو پھر ایسے ہی کرتے اور کہتے "ربنا ولک الحمد" اور سجدہ کرتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت یہ (رفع الدین) نہیں کرتے تھے)

اور روایت کیا اس حدیث کو مسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ ابوداؤد دارمی ومالک نے اور ترمذی بعد نقل حدیث کے کہتا ہے۔

"حدیث ان عمر رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح وبهذا يقول بعض اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابن عمر وجابر بن عبد اللہ وابوہریرة وانس وابن عباس وعبد اللہ بن الزبیر وغیرہم ومن التابعین الحسن البصري وعطاء وطاوس ومجاہد ونافع وسالم بن عبد اللہ وسعید بن جبیر وغیرہم وبہ یقول عبد اللہ بن المبارک والشافعی واحمد واسحاق انتہی کلامہ"

(ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث حسن صحیح ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اہل علم کا یہی قول ہے۔

جن میں سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اور تابعین میں سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نافع رحمۃ اللہ علیہ سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں عبداللہ بن مبارک شافعی رحمۃ اللہ علیہ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی موقف رکھتے ہیں)

امام نووی: شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

"اجمعت الامة علی استحباب رفع الیدین عند تکبیرة الاحرام واختلفوافیما سواها فقال الشافعي واحمد وجمهور العلماء من الصحابة رضي الله عنهم فمن بعدهم يستحب رفعهما ايضا عند الركوع وعند الرفع منه وهو رواية عن مالك وللشافعي قول انه يستحب رفعهما في موضع آخر رابع وهو اذا قام من التشهد الاول وهذا القول هو الصواب فقد صح فيه حديث بن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه و سلم انه كان يفعله رواه البخاري وصح ايضا من حديث ابي حميد الساعدي رواه ابوداود والترمذي باسانيد صحيحة" [2]

(تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کے مستحب ہونے پر امت کا اجماع ہے اور اس کے علاوہ میں اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین اور ان کے بعد والوں سے جمہور علماء کا کہنا ہے کہ رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت ان کا مستحب ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت مروی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ ہے کہ ایک چوتھی جگہ پر بھی رفع الیدین مستحب ہے اور وہ پہلے تشہد سے کھڑے ہونے کے وقت ہے اور یہی قول درست بھی ہے اس بارے میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایت مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسے بخاری نے روایت کیا ہے نیز یہ ابو حمید ساعدی کی حدیث سے بھی صحیح ثابت ہے امام ابوداود اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے)

اور اعتراض کرنا احناف کا اس حدیث پر بایں طور کہ راوی اس حدیث کے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور مجاہد نے کہا ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھا تو رفع یدین نہیں کیا مگر اول مرتبہ جیسا کہ روایت کیا طحاوی نے پس موافق اصول کے حدیث مرجوح ہوئی اور قابل و عمل کے نہ رہی اس واسطے کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جو راوی کسی حدیث روایت کرے اور فعل اس کا اس کے خلاف پایا جائے تو وہ روایت مرجوح ہوتی ہے یہ محض باطل ہے اور جواب اس کا کئی طرح سے دیا جاتا ہے ایک تو یہ کہ صاحب مسلم الثبوت نے اس قاعدے کو باطل کر دیا ہے دوسرے یہ کہ صرف نہ کرنے سے راوی کی حدیث منسوخ نہیں ہوتی جب تک راوی خود نہ بیان کرے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور علامہ معین الدین "دارسات اللبیب" میں فرماتے ہیں۔

دلالة ترك الراوي مرويته على نسخة ممنوع من وجوه الاول لانسلم جواز النسخ الابدليل مثله من الشارع عليه السلام لما تقدم وترك الراوي من غير اظهار دليل عن النبي صلى الله عليه وسلم لايكفي مونته انتهى كلامة"

(راوی کے اپنی مروی پر عمل کے ترک کرنے کی اس کے منسوخ ہونے پر دلالت چند وجوہ سے ممنوع ہے۔ پہلی یہ کہ ہم شارع علیہ السلام کی طرف سے اس جیسی دلیل کے بغیر نسخ کے جواز کو تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ راوی کا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی دلیل کے اظہار کے بغیر عمل کو ترک کرنا اس کے لیے کافی نہیں ہے)

تیسرے یہ کہ خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا ثابت ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

عَنْ نَافِعٍ: "أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ"، وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [3]

(نافع رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ نماز کا آغاز کرتے تو "اللہ اکبر" کہتے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے پھر جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے تو پھر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس روایت کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کیا)

بلکہ روایت کیا امام بخاری نے "جزء رفع الدین" میں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس شخص کو دیکھتے کہ رفع یدین نہیں کرتا اس کو کنکری مارتے تھے۔

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کان اذا راي رجلا لا یرفع یدیہ اذا رکع واذا رفع رماہ بالحصی انتھی کلامہ[4]

(نافع رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتا تو اس کو کنکری مارتے تھے)

چوتھے یہ کہ ہوسکتا ہے کہ مجاہد بھول گئے ہوں جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "جزء رفع الیدین" میں فرماتے ہیں۔

قال البخاري ویروي عن أبي بکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد «أنہ لم یر بن عمر رضی اللہ تعالی عنھما رفع یدیہ إلا في أول التکبیر» وروی عنہ أھل العلم أنہ لم یحفظ من بن عمر إلا أن یکون سھا کما یسھو الرجل في الصلاۃ في الشيء بعد الشيء کما أن أصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربما یسھون في الصلاۃ فیسلمون في الرکعتین وفي الثلاث ألا تری أن بن عمر رضی اللہ تعالی عنھما کان یرمي من لا یرفع یدیہ بالحصی فکیف یترک بن عمر شیئا یأمر بہ غیرہ وقد رأی النبي صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ[5]

(ابو بکر بن عیاش سے روایت کی جاتی ہے وہ حصین سے بیان کرتے ہیں وہ مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی تکبیر کے سوا میں رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔ اہل علم نے ان سے روایت کیا ہے کہ وہ (مجاہد) اہل علم سے اس کو یاد نہیں رکھ سکے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی بھول گئے جس طرح آدمی نماز میں ایک چیز کے بعد دوسری چیز بھول جاتا ہے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بعض اوقات نماز میں بھول جاتے تھے اور (چار رکعتی نماز میں) دو رکعت کے بعد اور تین رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے تھے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے لہٰذا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کام خود کیسے چھوڑ سکتے ہیں جس کا دوسروں کو حکم دیتے ہیں اور انھوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فعل کرتے ہوئے دیکھا تھا؟)

پانچویں یہ کہ نہ کرنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بار مخالف مدعا نہیں بلکہ مفید ہے اس واسطے کہ رفع یدین کا کرنا سنت ہے اور سنت کے یہی معنی ہیں کہ کبھی کیا جائے۔ اور کبھی نہ کیا جائے۔

چھٹا یہ کہ ہوسکتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترک کیا ہو بسبب عدم انضباط مواضع اس کی کے۔ علامہ معین الدین "دراسات اللبیب" میں فرماتے ہیں۔

قد یترک الراوي مرویتہ لتردده في کیفیتہ العمل بہ حتی لا یقع علی خلاف السنۃ فیجوز ترک ابن عمر الرفعات لعدم انضباط مواضعھا"

(کبھی راوی اپنی مروی کو عمل کی کیفیت میں تردد کی بنا پر ترک کر دیتا ہے تاکہ وہ خلاف سنت واقع نہ ہو۔ لہٰذا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کو ترک کرنا عدم انضباط مواضع کے سبب جائز ہے)

اور روایت کیا نسائی نے مالک بن الحویرث سے۔

"عن مالک بن الحویرث انہ راي النبي صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع حتی یحاذي بھما فروع اذنیہ[6]"

(مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اپنا سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے کانوں کی لو کے برابر تک لے جاتے)

اور مسلم نے ابو قلابہ سے روایت کیا ہے۔

انہ راوي مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ثم رفع یدیہ واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذ رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ہکذا[7]

(انھوں نے مالک بن حویرث کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے وقت "اللہ اکبر" کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ۔ پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ۔ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے)

اور روایت کیا حدیث رفع یدین کو چودہ صحابہ نے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الام" میں فرماتے ہیں ۔

یروي ذلک عنہ اربعۃ عشر رجلا من الصحابۃ ویروي عن اصحابہ من غیر وجہ انتہی کلامہ[8]

(چودہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے کئی واسطوں سے یہ بیان کیا جاتا ہے)

اور امام بخاری بھی "جزء رفع الیدین" میں فرماتے ہیں کہ روایت کیا اس حدیث کو سترہ صحابہ نے ۔

"قال البخاري وکذلک یروي عن سبعۃ عشر نفسا من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنھم کانوا یرفعون أیدیھم عند الرکوع وعند الرفع منہ أبو قتادۃ الأنصاري وأبو أسید الساعدي البدري ومحمد بن مسلمۃ البدري وسھل بن سعد الساعدي وعبد اللہ بن عمر بن الخطاب وعبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب الھاشمي وأنس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأبو ھریرۃ الدوسی وعبد اللہ بن عمر بن العاص وعبد اللہ بن الزبیر بن العوام القرشي ووائل بن حجر الحضرمی ومالک بن الحویرث وأبو موسی الأشعري وأبو حمید الساعدي الأنصاري رضی اللہ تعالی عنھم قال الحسن وحمید بن ہلال کان أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفعون أیدیھم لم یستثن أحد من أصحاب النبی دون أحد ولم یثبت عند أھل العلم عن أحد من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ لم یرفع یدیہ ویروی أیضا عن عدۃ من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما وصفنا وکذلک روایتہ عن عدۃ من علماء أھل مکۃ وا لحجاز وأھل العراق والشام والبصرۃ والیمن وعدۃ من أھل خراسان منھم سعید بن جبیر وعطاء بن أبي رباح ومجاھد والقاسم بن محمد وسالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب وعمر بن عبد العزیز والنعمان بن أبي عیاش والحسن وابن سیرین وطاوس ومکحول وعبد اللہ بن دینار ونافع مولی عبد اللہ بن عمر والحسن بن مسلم وقیس بن سعد وعدۃ کثیرۃ وکذلک یروي عن أم الدرداء"[9]

(اس طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سترہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے روایت کیا جاتا ہے کہ وہ رکوع) جانے اور اٹھنے) کے وقت رفع یدین کرتے تھے جن میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، عبد اللہ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوام قرشی وائل بن حجر حضری مالک بن حویرث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو حمید ساعدی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں)

اور دعوی کیا ہے مجد الدین فیروز آبادی اور عراقی نے کہ حدیث رفع الیدین کی متواتر المغنی ہے روایت کیا اس کو پچاس صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے اور اسی طرح جلال الدین سیوطی نے دعویٰ تواتر کا کیا ہے اپنی کتاب "الازہار التماثرۃ فی الاخبار المتواترۃ" میں ۔ "دراسات اللبیب" میں علامہ معین الدین فرماتے ہیں ۔

"وردت فی الربع اربعمائیۃ خبر بین مرفوع واثر علی ماقالہ مجد الدین الفیروزآبادي فی السفر فالحدیث متواتر معنی رواہ خمسون من الصحابۃ فیھم العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ عنھم علی ماقالہ العراقی فی شرح التقریب وعدہ السیوطی من جملۃ الاحادیث المتواترۃ فی کتابہ المسمی الازہام المتاثرۃ فی لاخبار المتواترۃ ونسبہ الی روایۃ ثلاثۃ وعشرین من الصحابۃ فقال حدیث رفع الیدین فی الاحرام والرکوع والاعتدال اخرجہ الشیخان عن ابن عمر ومالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ ومسلم یعنی فی افرادہ عن وائل بن حجر والاربع یعنی اصحاب السنن الاربعۃ عن علی وابوداود یعنی فی افرادہ عن سھل بن سعد وابن الزبیر وابن عباس ومحمد بن مسلمۃ وابی اسید وابی حمید وابی قتادہ وابی ہریرۃ وابن ماجہ یعنی فی افرادہ عن انس وعن جابر ابن عبد اللہ وعمر اللیثی واحمد عن الحکم بن عمیر والاعرابی والبیھقی عن ابی بکر الصدیق والبراء والدار قطنی عن عمر بن الخطاب وابی موسی الاشعري والطبرانی عن علقمۃ بن عامر ومعاذ بن جبل انتہی کلامۃ"

(رفع یدین کے بارے میں چار سو مرفوع احادیث و آثار مروی ہیں جیسا کہ مجدالدین فیروز آبادی نے "سفر السعادۃ" میں کہا ہے۔ پس یہ حدیث متواتر المغنی ہے جس کو پچاس صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے روایت کیا ہے جن میں عشرہ بشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں جیسا کہ عراقی نے شرح التقریب میں کہا ہے۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی کتاب :

"الازہار التناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ"

میں متواتر احادیث کے ضمن میں شمار کیا ہے اور اسے تیئس صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کی روایت کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا ہے کہ تکبیر تحریمہ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کی حدیث کو امام بخاری و مسلم نے ابن عمر اور مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے وائل بن حجر سے بیان کیا ہے۔ اصحاب سنن اربعہ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابو داؤد نے سہل بن سعد ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو قتادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر لیثی سے روایت کی ہے احمد نے حکم بن عمیر سے۔ اعرابی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور براء سے بیان کیا ہے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے علقمہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے)

وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفع الیدین پر ہوئی ہے جیسا کہ علامہ معین الدین "دارسات اللبیب" میں فرماتے ہیں۔

"ثم استمر بہ حتی فارق الدنیا وہو زیادۃ البیہقی علی الحدیث" (المتفق علیہ) عن الزہري عن سالم عن ابن عمر: فما زالت تلک صلاتہ حتی لقی اللہ تعالی قال ابن المدینی فی حدیث الزہري عن سالم عن ابیہ ہذا الحدیث عندي حجۃ علی الخلق و کل من سمعہ فعلیہ ان یعمل بہ لانہ لیس فی اسنادہ شئی حکاہ الحافظ فی تخریج احادیث الرافعی ولکونہ لم ینسخ بعد حجیتہ و تواترہ وروایتہ عن جم غفیر من الصحابۃ کان معمولا فی الصحابۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی کلامہ"

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک اس (رفع الیدین) پر عمل کرتے رہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے متفق علیہ حدیث پر زہری سالم اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ زیادتی بھی بیان کی ہے جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو جاملے ابن مدینی نے زہری سالم اور وہ اپنے باپ سے مروی حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث میرے نزدیک لوگوں پر حجت ہے لہذا جو بھی اس کو سنے اس پر یہ واجب ہے کہ وہ اس پر عمل کرے کیوں کہ اس کی اسناد میں کوئی ضعف نہیں ہے اس کو حافظ نے رافعی کی احادیث کی تخریج میں حکایت کیا ہے اس لیے کہ یہ حدیث اپنی حجت تواتر اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے ایک جم غفیر سے اس روایت کے بعد منسوخ نہیں ہوتی اور یہ حدیث ان صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے ہاں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد معمول بہ تھی)

ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہاں سے بھی معلوم ہوا ہے کہ رفع یدین کا کرنا سنت موکدہ ہے کیوں کہ تعریف سنت موکدہ کی یعنی

"ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا"

(جس پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو اور بعض اوقات اسے ترک بھی کیا ہو) صادق آتی ہے کما لا یخفی۔ بلکہ نہ کرنا رفع الیدین کا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بار بھی صحیح روایتوں سے ثابت نہیں ہوتا ہے جیسا کہ امام بخاری جزء رفع الیدین میں فرماتے ہیں۔

قال أبو عبداللہ: ولم یثبت عند أہل النظر ممن أدرکنا من أہل الحجاز وأہل العراق منہم عبداللہ بن الزبیر وعلی بن عبداللہ بن جعفر ویحیی بن معین وأحمد بن حنبل وإسحاق بن راہویہ ہولاء أہل العلم من أہل زمانہم فلم یثبت عند أحد منہم علمنا فی ترک رفع الأیدي عن النبی ' ولا عن أحد من أصحاب النبی ' أنہ لم یرفع یدیہ [10]

(اہل حجاز اور اہل عراق کے جن اہل نظر سے ہماری ملاقات ہوئی ہے ان سے یہ ثابت نہیں ہے جن میں عبداللہ بن زبیر علی بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۔بن جعفر یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں یہ لوگ اپنے دور کے لوگوں کے درمیان اہل علم تھے ان میں سے کسی ایک کے ہاں بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین ترک کیا ہو اور نہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی صحابی سے یہ ثابت ہے کہ اس نے رفع یدین نہ کیا ہو)

بلکہ روایت کیا امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس شخص کو دیکھتے کہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتا ہے اس کو کنکری سے مارتے تھے اور یہ روایت نافع سے اوپر گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین رفع یدین کو ایک امر موکد سمجھتے تھے جس کو ہم لوگ تعبیر ساتھ سنت موکدہ کے کرتے ہیں ۔ فثبت المطلوب بلا کلفۃ

باقی رہی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو روایت کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے ۔

"قال : قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح "[11]

(علقمہ نے) کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا : کیا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں ؟ چنانچہ انھوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ تکبیر تحریمہ کے ساتھ صرف ایک ہی بار اٹھائے)

اور یہی دلیل احناف کرام کی ہے سو یہ حدیث صحیح نہیں ہے چنانچہ خود ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے ۔

"ہذا حدیث مختصر من حدیث طویل لیس ہو بصحیح علی ذلک اللفظ"

(یہ حدیث ایک لمبی حدیث سے مختصر ہے اور ان الفاظ میں صحیح نہیں ہے)

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تخریج رافعی میں فرماتے ہیں ۔

"وقال ابن المبارک لم یثبت عندي وضعفہ احمد وشیخہ یحیي بن آدم والبخاري وابوداود وابو حاتم والدار قطني والدارمی والحمیدي الکبیر والبیھقی"[12]

(ابن المبارک نے کہا ہے کہ میرے ہاں یہ ثابت نہیں ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شیخ یحییٰ بن آدم بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ دارمی رحمۃ اللہ علیہ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کبیر اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے)

نیز ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

"ہذا احسن خبر روي لاہل الکوفۃ وہو في الحقیقۃ اضعف شیئا یعول علیہ لان لہ علۃ تبطلہ ہکذا فی الدراسات"[13]

(یہ سب سے زیادہ بہتر حدیث ہے جو اہل کوفہ کے لیے روایت کی گئی ہے مگر فی الحقیقت یہ وہ کمزور ترین چیز ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے کیوں کہ اس میں ایک ایسی علت پائی جاتی ہے جو اس کو باطل قرار دیتی ہے)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے محدثین کا اتفاق نقل کیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "جزء رفع الیدین" میں فرماتے ہیں ۔

قال البخاري : ویروی عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمۃ قال : قال بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فذکر الحدیث باللفظ الذي عند أبي داود وقال : وقال أحمد بن حنبل عن یحیي بن آدم قال نظرت في کتاب عبد اللہ بن إدریس عن عاصم بن کلیب لیس فیہ ثم لم یعد فہذا أصح لأن الکتاب أحفظ عند أہل العلم لأن الرجل یحدث بشيء ثم یرجع إلی

الکتاب فیکون کما فی الکتاب [14]

(سفیان سے روایت کیا جاتا ہے وہ عاصم بن کلیب سے روایت کرتا ہے وہ عبدالرحمٰن بن اسود سے وہ علقمہ سے روایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھا کر دکھاؤں؟ چنانچہ انھوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ (تکبیر تحریمہ کے ساتھ) صرف ایک دفعہ ہی اٹھائے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انھوں نے کہا ہے میں نے عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں دیکھا وہ عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں۔ جس میں "ثم لم یعد" کے الفاظ نہیں تھے۔ پس یہ روایت زیادہ صحیح ہے کیوں کہ اہل علم کے نزدیک کتاب زیادہ محفوظ ہوتی ہے اس لیے کہ آدمی بعض اوقات کوئی چیز بیان کرتا ہے پھر وہ کتاب کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ چیز کتاب میں موجود ہوتی ہے)

اور دلیل پکڑنا احناف کرام کا ساتھ حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو روایت کیا ہے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اور وہ حدیث یہ ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بن عازب أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ[15]

(براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے پھر دوبارہ ایسا نہ کرتے)

جائز نہیں کئی وجہ سے ایک تو یہ کہ حدیث ضعیف ہے ضعیف کہا اس کو ابن مدینی نے اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اور مردود کہا اس کو دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور دوسرے یہ کہ الفاظ "لایعود" کا سوائے راوی شریک کے کسی نے نہیں ذکر کیا اور شریک کو ترمذی نے کئی جگہ اپنی جامع میں ضعیف کہا ہے ایک مقام پر کہتا ہے کہ شریک کثیر الغلط ہے عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح بخاری میں فرماتا ہے۔

"وقال الخطابي: لم يقل أحد في هذا: ثم لا يعود، غير شريك وقال أبو عمر: تفرد به يزيد، ورواه عنه الحفاظ فلم يذكر واحد منهم قوله: «ثم لا يعود». وقال البزار: لا يصح حديث يزي في رفع اليدين ثم لا يعود وقال عباس الدوري عن يحيى بن معين ليس هو بصحيح الاسناد انتهى ما قاله العيني[16]"

(امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شریک کے علاوہ کسی نے "ثم یعود" کے الفاظ ذکر نہیں کیے ہیں۔ ابو عمر نے کہا ہے کہ یزید اس کے ذکر میں متفرد ہے جن حفاظ سے روایت کی ہے ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ قول "ثم لایعود" ذکر نہیں کیا۔ امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے رفع الیدین کے بارے میں "ثم لایعود" والی یزید کی روایت درست نہیں ہے۔ عباس نے کہا ہے کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح الاسناد نہیں ہے)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الضعفاء" میں فرماتے ہیں۔

"یزید بن ابی زیاد کان صدوقا الا انہ لما کبر تغیر فکان یلقن فیتلقن فسماع من سمع منہ قبل دخولہ فی اول عمرہ سماع صحیح وسماع من سمع منہ قبل دخولہ الکوفۃ فی اول عمرہ سماع صحیح وسماع من سمع منہ آخر قدومۃ الکوفۃ لیس بصحیح انتہی ما فی کتاب الضعفاء لابن حبان[17]"

(یزید بن ابی زیاد صدوق راوی تھا مگر جب وہ بوڑھا ہوگیا تو اس کا حافظ متغیر ہوگیا پس اس کو تلقین کی جاتی تو وہ تلقین کو قبول کر لیتا چنانچہ جس نے اس کی اول عمر میں اس کے کوفے میں جانے سے پہلے اس سے سماع کیا تو اس کا سماع درست شمار ہوگا اور جس نے اس کو کوفے میں داخل ہونے کے بعد اس سے سماع کیا تو اس کا سماع صحیح نہیں ہے)

تیسرے یہ کہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نقل اس حدیث کے یہ فرمایا ہے کہ اس حدیث کو اور لوگوں نے بھی روایت کیا ہے مگر "لایعود" کا نہیں ذکر کیا۔

"قال ابوداود وروي ہذا الحدیث ہشیم وخالد وابن ادریس عن یزید ولم یذکروا ثم لایعود[18]"

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ہشیم اور خالد اور ابن ادریس نے اس حدیث کو یزید سے روایت کیا ہے۔

لیکن انھوں نے "ثم یعود" کے الفاظ ذکر نہیں کیے ہیں۔

پس یہ حدیث بالکل پایہ اعتبار سے ساقط ہے دووجہ سے ایک تو یہ کہ دوراوی اس حدیث میں ضعیف ہیں۔

دوسرا یزید بن ابی زیاد جیسا کہ اوپر کی عبارت سے معلوم ہوا۔ جب کوفہ میں تشریف لےگئے تو لفظ "لایعود" کا بڑھا دیا جیسا کہ آیندہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ فلنتظر "ابوداؤد نے حدیث براء کو دوسری سند سے یعنی بروایت محمد بن ادبی لیلیٰ کے بھی لایا ہے اور وہ حدیث مع اسناد کے نقل کی جاتی ہے۔

حدثنا حسین بن عبدالرحمان انا وکیع عن ابن ابی لیلی عن اخیه عیسی عن الحکم عن عبدالرحمان بن ابی لیلی عن البراء بن عاذب قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین افتتح الصلاة ثم لم یرفعھما حتی انصرف[19]

(ہم کو حسین بن عبدالرحمن نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم وکیع نے ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نےاپنے بھائی عیسیٰ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے انھوں نے براء بن عازب سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر نماز سے فارغ ہونے تک ان کو دوبارہ نہیں اٹھایا)

یہ حدیث بھی لائق احتجاج نہیں کیوں کہ منقطع ہے اس لیے کہ درمیان میں یزید بن ابی زیاد کا واسطہ چھوٹا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے۔

وانما روي ابن ابي لیلی من حفظه فاما من حدیث عن ابن ابي لیلی من کتابه فانما حدث عن ابن ابي لیلی عن یزید فرجع الحدیث الی تلقین یزید والمحفوظ ما روي الثوري وشعبة وابن عیینة قدیما انتھی ما في جزء رفع الیدین[20]

(ابن ابی لیلیٰ نےاپنے حفظ سے اس روایت کو بیان کیا ہے لیکن جس نے ابن ابی لیلیٰ سے اس کی کتاب سے بیان کیا تو اس نے اس کو ابن ابی لیلیٰ سے یزید سے بیان کیا ہے پس یہ حدیث یزید کی تلقین کی طرف لوٹتی ہے جب کہ محفوظ روایت وہ ہے جو ثوری رحمۃ اللہ علیہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے بیان کی ہے)

اور وہ روایت محفوظ ہے۔

حدثنا.... الحمیدي حدثنا سفیان عن یزید بن أبي زیاد ھھنا عن بن أبي لیلی عن البراء رضی تعالی عنه کان یرفع یدیه اذا کبر قال سفیان لما کبر الشیخ لقنوہ ثم لم یعد فقال البخاري وکذلک روي الحفاظ من سمع من یزید بم ابي زیاد قدیما منھم الثوري وشعبة وزھیر لیس فیه ثم لم بعد انتھی ما في جزء رفع الیدین للبخاري[21]

(ہمیں حمیدی نے ہمیں سفیان نے یزید بن ابی زیاد سے بیان کیا اور یہاں ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے براء سے کہ بلاشبہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے سفیان نے کہا کہ جب شیخ (یزید بن ابی زیاد) بوڑھے ہوگئے تو انھوں نے ان کو "ثم یعود" کے الفاظ کی تلقین کی تو انھوں نے "ثم لم یعود" کے الفاظ بیان کیے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے یزید بن ابی زیاد سے پہلے پہل سننے والے حفاظ نے یونہی بیان کیا ہے جن میں ثوری رحمۃ اللہ علیہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور زہیر شامل ہیں چنانچہ ان کی بیان کردہ روایت میں "ثم لم یعد" کے الفاظ نہیں ہیں)

اور تخریج ہدایہ میں ہے"

وقال عبدالله بن احمد کان ابي ینکر حدیث الحکم وعیسی ویقول انما ھو حدیث یزید[22]

(عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے میرے والد حکم رحمۃ اللہ علیہ اور عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث کا انکار کرتے تھے اور فرماتے وہ تو یزید کی بیان کردہ حدیث ہے) پس ان عبارات سے صاف ظاہر و باہر ہوا کہ یہ حدیث منقطع ہے اس لیے کہ یزید بن ابی زیاد کا واسطہ چھوٹ گیا ہے اور بہ سبب اسی انقطاع کے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

("هذاحديث ليس بصحيح" (یہ حدیث صحیح نہیں ہے) مختصر العلل میں ہے۔

قال عبداللہ سالت ابی (احمد بن حنبل) عن حديث البراء فی الرفع يعنی الذي يرويه يزيد بن ابی زياد فقال لم يكن يزيد بن ابی زياد بحافظ وقد رواه وكيع سمعه من ابن ابی ليلی عن الحكم وعيسی عن عبدالرحمان بن ابی ليلی وكان ابی يقول انما هو حديث بن ابی زياد وابن ابی ليلی سئ الحفظ وحدثنی قال نظرت فی كتاب ابن ابی ليلی اذا هو يرويه عن يديد بن ابی زيادة وقال ابی: كان سفيان بن عينية يقول: سمعناه عن يزيد ہكذا ثم قدمت الكوفة فاذا هو يقول ثم لايعود[23]

(عبداللہ نے کہا: میں نے اپنے باپ (احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے رفع یدین کے بارے میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کے متعلق دریافت کیا۔ یعنی وہ جس کو یزید بن ابی زیاد بیان کرتے ہیں تو انھوں نے کہا: یزید بن ابی زیاد حافظ نہیں تھے اس کو وکیع نے روایت کیا ہے انھوں نے اس کو ابن ابی لیلیٰ سے سنا ہے انھوں نے حکم اور عیسیٰ سے اور انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے۔ میرا والد کہا کرتا تھا یہ ابن ابی زیاد سے مروی حدیث ہے۔ رہا ابن ابی لیلیٰ تو وہ سیئ الحفظ ہے انھوں نے مجھے بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے ابن ابی لیلیٰ کی کتاب دیکھی تو اس میں تھا کہ وہ اس کو یزید بن ابی زیاد سے بیان کرتے ہیں نیز میرے والد نے کہا: سفیان بن عیینہ کہا کرتے تھے ہم نے اس کو یزید سے اسی طرح ("ثم لایعود" کی زیادتی کے بغیر) سنا۔ پھر جب میں کوفے میں آیا تو وہ "ثم لایعود" کے الفاظ بیان کررہے تھے) اور دلیل پکڑنا احناف کا قول عبداللہ الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو نہایہ میں مسطور ہے اور وہ یہ ہے۔

ان عبدالله بن الزبير راي رجلا يصلی فی المسجد الحرام ويرفع يديه عند الركوع وعند رفع الراس منه فقال: لاتفعل انه امر فعله رسول الله صلی الله عليه وسلم فی اول الاسلام ثم تركه ونسخ[24]

(عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو مسجد حرام میں یوں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کر رہا تھا تو انھوں (ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: ایسا مت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع اسلام میں یہ کام کیا پھر اسے ترک کردیا اور یہ منسوخ ہوگیا)

جائز نہیں دو وجہ سے ایک تو یہ کہ یہ روایت نزدیک محدثین کے ثابت نہیں اور نہ کسی حدیث کی کتاب میں بسند صحیح منقول ہے دوسرے یہ کہ فعل عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کے خلاف پایا گیا ہے چنانچہ امام بخاری نے "جزء رفع الیدین" میں عطاء سے روایت کیا ہے۔

"عن عطاء قال رايت جابر بن عبدالله وابا سعيد الخدري وابن عباس وابن زبير يرفعون ايديهم حين يفتتحون الصلاة واذا ركعوا واذا رفعوا روسهم من الركوع انتهی"[25]

(عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے وقت رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے)

امام ابوداؤد نے بطریق میمون المکی کے روایت کیا ہے کہ انھوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ رفع یدین کرتے تھے۔[26] ابن الجوزی کتاب التحقیق میں فرماتا ہے۔

قال ابن الجوزي فی التحقيق: وزعمت الحنفية أن أحاديث الرفع منسوخة بحديثين: فذكرهما ثم قال: وهذان الحديثان لا يرفعان أصلاً، وإنما المحفوظ عن ابن عباس وابن الزبير خلاف ذلك فأخرج أبوداود عن ميمون المكی أنه رأى الزبير - وصلى بهم - يشير بكفيه حين يقوم وحين يركع وحين يسجد، قال: فذهبت إلى ابن عباس، فأخبرته بذلك، فقال: إن أحببت أن تنظر إلى صلاة رسول الله صلی الله عليه وسلم فاقتد بصلاة عبدالله بن الزبير، ولو صح ذلك لم تصح دعوى النسخ، لأن من شرط الناسخ أن يكون أقوى من المنسوخ، انتهى كلامه [27]

(حنفیہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ رفع یدین کی احادیث دو حدیثوں کے ساتھ منسوخ ہیں چنانچہ انھوں نے ان میں سے ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شروع نماز میں رکھا اور باقی کو چھوڑدیا۔ دوسری روایت کو انھوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہل ایسا کیا پھر اس کو ترک کردیا۔ یہ دونوں حدیثیں بالکل معروف نہیں ہیں جب کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے برخلاف

روایات محفوظ ہیں چنانچہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے میمون المکی سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت دیکھا جب وہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے وہ اپنی ہتھیلیوں سے نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہوتے رکوع جاتے اور سجدہ کرتے وقت اشارہ کرتے تھے (یعنی رفع یدین) کرتے تھے کہا: میمون نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تحقیق کی تو انھوں نے اس کو مستحسن قرار دیا فرمایا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتا ہے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کی اقتدار کر۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو نسخ والا دعویٰ صحیح نہیں ہے کیونکہ ناسخ کی شرط یہ ہے کہ وہ منسوخ سے زیادہ قوی ہو)

اور دلیل پکڑنا ساتھ حدیث۔

"لاترفعواالایدي الافی سبع مواطن تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرۃ القنوت وتکبیرۃ العیدین"

کے جیسا کہ ہدایہ میں ہے باطل ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تخریج ہدایہ" میں فرماتے ہیں۔

لم اجدہکذا بصیغۃ الحصر ولایزکر القنوت ولا بتکبیرۃ العیدین وانما اخرج البزار والبیہقی من طریق ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمرو عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس مرفوعا وموقوفا لاترفعوا الایدي الافی سبع مواطن فی افتتاح الصلاۃ واستقبال القبلۃ وعلی الصفا والمروۃ وبعرفات وتجمع وفی المقامین وعندا الجمرتین وفی روایۃ موقفین بدل المقامین وذکرہ البخاري فی رفع الیدین بالمفرد تعلیقا قال: وقال وکیع عن ابن ابی لیلی فذکر بلفظ لاترفعواالایدي الافی سبع مواطن افتتاح الصلاۃ وفی استقبال القبلۃ فذکرالباقی مثلہ ثم قال: قال شعبۃ لم یسمع الحکم من مقسم الااربعۃ احادیث لیس فیہاہذا الحدیث ولیس ہذا من المحفوظ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی

وقد اخرجہ الرافعی من روایۃ ابن جریج عن المقسم فذکر نحوہ وہکذا اخرجہ الطبرانی من طریق محمد بن عمران بن ابی لیلی عن ابیہ ابہ لیلی بہ واخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن فضیل عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس موقوفا واخرج الطبرانی من روایۃ ورقاء عن عطاء مرفوعا بلفظ السجود علی سبعۃ الاعضاء فذکرہ ثم قال وترفع الایدي اذارایت البیت وعلی الصفا والمروۃ ویعرفۃ وعند رمی الحمار واذاقمت الی الصلاۃ انتہی مافی الدرایۃ تخریج الہدایۃ[28]

(مجھے یہ روایت اس طرح حصر کے صیغے کے ساتھ ملی ہے اور نہ قنوت کے ذکر کے ساتھ اور نہ ہی تکبیرات عیدین کے ساتھ وہ تو صرف امام بزار رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے بیان کی ہے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے حکم سے انھوں نے مقسم سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً بیان کیا ہے کہ صرف سات جگھوں میں ہاتھ اٹھاؤ نماز کے شروع میں استقبال قبلہ کے وقت صفا و مروہ پر عرفات میں مزدلفہ میں دو مقاموں میں دو جمروں کے پاس اور ایک روایت میں "مقامین" کے بدلے "موقفین" کے الفاظ ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزء رفع الیدین میں اسے مفرد کے صیغے سے تعلیقاً ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے وکیع نے ابن ابی لیلیٰ سے بیان کیا ہے اور ان الفاظ میں ذکر کیا ہے صرف سات جگھوں میں ہاتھ اٹھاؤ نماز کے شروع میں اور استقبال قبلہ کے وقت اور پھر باقی کی جگہیں اسی طرح بیان کی ہیں اور پھر کہا ہے شعبہ کا کہنا ہے کہ حکم نے مقسم سے صرف چار احادیث سنی ہیں جن میں یہ حدیث نہیں ہے اور نہ یہ حدیث نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محفوظ ہے۔ انتہی

امام رافعی نے اس کو ابن جریج کی روایت سے مقسم سے اسی طرح بیان کیا ہے اسی طرح امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ عن ابیہ عن ابی لیلیٰ کے طریق سے بیان کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اس کو عن ابن فضیل عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس کے طریق سے موقوفاً بیان کیا ہے طبرانی نے اسے ورقا کی روایت سے عطا سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ سجدہ سات اعضا پر ہوتا ہے پھر ان کو ذکر فرمایا اور پھر کہا: تو ہاتھوں کو اٹھائے گا۔ جب تو بیت اللہ کو دیکھے صفا و مروہ پر عرفہ میں رمی جمار کے وقت اور جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو)

الغرض یہ حدیث بجمیع طرق منقطع ہے یا موقوف ہے خواہ طریق عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن الحکم عن المقسم عن ابن عباس سے مروی ہو۔ خواہ کسی اور سلسلہ اور اسناد سے اس لیے کہ سماع حکم راوی حدیث مذکور کا مقسم سے ثابت نہیں جیسا کہ عبارت تخریج ہدایہ میں شعبہ سے نقل کیا گیا ہے اور حدیث منقطع اور موقوف پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور قطع نظر حدیث موقوف اور منقطع ہونے سے حنفیوں کے نزدیک رفع الایدی آٹھ یا نو جگہ پائی گئی۔ اگر حدیث مذکور صحیح ہوتی خلاف اس کا کیوں کرتے؟ چنانچہ طحطاوی میں لکھا ہے۔

"قولہ کما ورد" اي في حديث الطبراني من طريق ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاترفعواالايدي الافي سبع مواطن حين يفتتح الصلاة وحين يدخل المسجد الحرام فينظر البيت وحين يقوم على الصفا وحين يقوم على المروة وحين يقف مع الناس عشية عرفة وبجمع والمقامين حين يرمى الجمرة كذافي امدادالفتاح ولم يذكرفي حديث رفع القنوت والعيد والاستيلام فالدليل المذكور لم يتم ولها ادلة اخري انتهى مافي الطحاوي"

(اس قول جیسے وارد ہوا ہے یعنی طبرانی کی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق سے وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف سات جگھوں میں ہاتھوں کو اٹھاؤ جب وہ نماز شروع کرے۔ جب وہ مسجد حرام میں داخل ہو اور بیت اللہ پر نظر پڑے جب وہ صفا پر کھڑا ہو جب وہ مروہ پر کھڑا ہو جب وہ لوگوں کے ساتھ عرفہ کی شام وقوف کرے مزدلفہ میں رمی جماع کے وقت دو مقاموں میں امداد الفتاح میں ایسے ہی ہے اس حدیث میں قنوت عید اور استیلام کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہوا۔ مذکورہ دلیل مکمل نہیں ہے اس کے دیگر دلائل ہیں)

دیکھئے اگر صفا اور مروہ بالفرض ایک ہی مانا جائے تو بھی نو سے نہیں پس حجت پکڑنا احناف کرام کا ساتھ اس حدیث کے باطل ہوا۔

کمالایخفی علی من لہ ادنی فطانۃ

اور دلیل پکڑنا ساتھ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو روایت کیا ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اور حدیث یہ ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: «مَالِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ، كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، اسْكُنُوافِي الصَّلَاةِ» الحدیث[29]

(جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو جیسے سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو)

باطل ہے اس واسطے کہ یہ رفع یدین وہ نہیں ہے جو اوپر مذکور ہوا بلکہ یہ رفع یدین وہ ہے کہ جب لوگ سلام دائیں اور بائیں کرتے تھے تو ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے اور چوں کہ یہ فعل منافی خشوع وخضوع تھا لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا چنانچہ دوسری روایت میں جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ آیا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ - وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (عَلَامَ تُومِئُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ (یعنی مضطربۃ) إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ).[30]

(فرمایا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے تو ہم کہتے تھے "السلام علیکم "ورحمۃ اللہ السلام علیم ورحمۃ اللہ" اور دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ہاتھوں سے یوں اشارہ کرتے ہو گویا وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں تمھارے ہر ایک کو یہی کافی ہے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے پھر دائیں اور بائیں اپنے بھائیوں کو سلام کہے)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں۔

"والمراد بالرفع المنهي عنه ههنا رفعهم ايديهم عند السلام مشيرين الى السلام من الجانبين كما صرح به في الرواية الثانية انتهى كلامه"[31]

(اس حدیث میں جو ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سلام پھیرتے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور سلام کے ساتھ (دائیں اور بائیں) دونوں جانب اشارہ کرتے تھے جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت کی گئی ہے)

چونکہ یہ رفع یدین ماسوا ہے رفع یدین اول کے اس لیے اس کو باب التشہد میں ذکر کیا۔ اگر مان بھی لیا جائے تو لازم آئے گا خصم پر باطل اور منہی ہونا رفع یدین وقت تکبیر تحریمہ اور عیدین

کا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "جزء رفع یدین" میں فرماتے ہیں۔

قال البخاري فأما احتجاج بعض من لايعلم بحديث وكيع عن الأعمش عن المسيب بن رافع عن تميم بن طرفة عن جابر بن سمرة رضی اللہ تعالی عنہ قال « دخل علينا النبي صلی اللہ علیہ وسلم ونحن رافعوا أيدينا في الصلاة فقال مالي رافعي أيديكم كأنها أذناب خيل شمس اسكنوا في الصلاة » فإنما كان هذا في التشهد لافي القيام كان يسلم بعضهم على بعض فنهى النبي صلی اللہ علیہ وسلم عن رفع الأيدي في التشهد ولا يحتج بهذا من له حظ من العلم هذا معروف مشهور لااختلاف فيه ولو كان كما ذهب إليه لكان رفع الأيدي في أول التكبيرة وأيضا تكبيرات صلاة العيد منهيا عنها لأنه لم يستثن رفعا دون رفع انتهى كلامه[32]

(وکیع کی اعمش سے ان کی مسیب بن رافع سے ان کی تمیم بن طرفہ سے اوران کی جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث جس میں وہ کہتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نمازمیں (سلام پھیرتے وقت) اپنے ہاتھوں کواٹھائے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے کیا ہے کہ میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو جیسے سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوتی ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔''

سے بعض نہ جاننے والوں نے احتجاج کیا ہے (مگران کا یہ احتجاج درست نہیں ہے) اس لیے کہ ان کا یوں ہاتھ اٹھانا تشہد میں تھا نہ کہ قیام میں وہ ایک دوسرے کو سلام کہتے تھے تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد میں ہاتھ اٹھانے سے منع کردیا جس کو علم کا تھوڑا سا بھی حصہ ملا ہے وہ اس سے (ترک رفع پر) احتجاج نہیں کرتا ہے چنانچہ یہ بات معروف مشہور ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اگر مذکورہ حدیث کا یہی مطلب ہوتا تو پھر تکبیر تحریمہ کے وقت نیز عیدین کی تکبیرات میں بھی ہاتھوں کو اٹھانا منع ہوتا کیوں کہ مذکورہ روایت کسی رفع یدین کو مستثنیٰ نہیں کرتی)

پس دعویٰ کرنا حناف کرام کا کہ حدیث رفع یدین کی منسوخ ہے دعویٰ بلا دلیل ہے کما عرفت منا سابقا اور فقہائے محققین نے بھی اس کے ثبوت اور سنت ہونے کا اقرار کیا ہے دیکھو مولانا عبدالعلی حنفی لکھنوی ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں۔

ان ترک فہو حسن وان فعل فلا باس بہ انتہی کلامہ

(اگر وہ چھوڑدے تو اچھا ہے اوراگر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے) (شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔ "پس چارہ نیست لکن اکثر فقہاء و محدثین اثبات آں میکنند" انتھی (پس کوئی چارہ نہیں ہے لیکن اکثر فقہاء و محدثین اس کا اثبات کرتے ہیں) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "حجۃ اللہ البالغۃ" میں فرماتے ہیں۔

والذي يرفع احب الى ممن لايرفع لان احاديث الرفع اكثر واثبت انتہی کلامہ[33]

(جو رفع یدین کرتا ہے وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے جو رفع یدین نہیں کرتا کیوں کہ رفع یدین کی احادیث زیادہ ہیں اور زیادہ ثابت شدہ ہیں)

حاصل ان عبارات کا یہ ہے کہ رفع یدین کا کرنا سنت ہے اوریہی مذہب ہے تمام محدثین قدیماً و حدیثاً کا جیسا کہ اوپر گزرا اورجو شخص باوجود اس تحقیق کے ازراہ حمیت مذہبی کے منکر ہو تو وہ داخل ہے تحت اس آیت کریمہ کے

وَمَن يُشاقِقِ الرَّسولَ مِن بَعدِ ما تَبَيَّنَ لَهُ الهُدىٰ وَيَتَّبِع غَيرَ سَبيلِ المُؤمِنينَ نُوَلِّهِ ما تَوَلّىٰ وَنُصلِهِ جَهَنَّمَ وَساءَت مَصيرًا ١١٥ ... سورة النساء

(اور جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہوچکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے۔ جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور بری لوٹنے کی جگہ ہے)

اورجو شخص طعن کرے حدیث رفع یدین پر بلاشبہ بدعتی ہے اس لیے کہ روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے اور جو شخص کہ ان دونوں کتابوں کی حدیثوں پر طعن کرے وہ بدعتی

ہے چنانچہ ولی اللہ صاحب "حجۃ اللہ البالغۃ" میں فرماتے ہیں۔

قال: أما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی أن جمیع ما فیهما من المتصل المرفوع صحیحٌ بالقطع، وأنهما متواتران إلی مصنفیهما، وأنه كل من یهون أمرهما مبتدع، متبع غیر سبیل المؤمنین.[34]

(جہاں تک بخاری و مسلم کا تعلق ہے تو محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ اس کی تمام متصل و مرفوع احادیث قطعی طور پر صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے اپنے مصنف تک متواتر ہیں جس شخص نے ان دونوں کی توہین سمجھی وہ بتدع ہے اور مومنوں کے سوا غیروں کی راہ کا متبع ہے)

امام بخاری "جزء رفع یدین" میں فرماتے ہیں۔

فمن زعم ان رفع الیدین بدعة فقد طعن فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والسلف ومن بعدھم وأہل الحجاز واہل المدینة وأہل مكة وعدة من اہل العراق واہل الشام والیمن وعلماء خراسان منهم ابن المبارک حتی شیوخنا عیسی بن موسی ابو احمد وکعب بن سعید والحسن بن جعفر و محمد بن سلام انتهی کلامه

(جس شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ رفع یدین کرنا بدعت ہے تو یقیناً اس نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سلف صالحین ان کے بعد کے لوگوں اہل حجاز اہل مدینہ اہل مکہ کئی ایک اہل عراق اہل شام اہل یمن اور علمائے اہل خراسان جن میں ابن مبارک حتی کہ ہمارے شیوخ عیسیٰ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ابو احمد کعب بن سعید رحمۃ اللہ علیہ حسن بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن سلام رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں ان پر طعن کیا)

آیندہ توفیق فہم من اللہ ہے اور وہی مرشد وہادی حقیقی ہے

مَن يَهدِ اللَّهُ فَهُوَ المُهتَدِ وَمَن يُضلِل فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرشِدًا ١٧ ... سورة الكهف

(واللہ اعلم بالصواب)

جواب سوال دوم:۔

آمین باآواز بلند کہنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے دلیل جمہور کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو روایت کی ہے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے

"عن ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلاغ غَيرِ المَغضوبِ عَلَيهِم وَلَا الضّالّينَ قال آمین[35]

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"غَيرِ المَغضوبِ عَلَيهِم وَلَا الضّالّينَ"

پڑھتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ صف اول کے لوگ جو آپ کے قریب ہوتے آپ کی آواز سن لیتے)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے وائل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا قرأ (وَلَا الضَّالِّينَ)، قال: آمین، ورفع بها صوته[36]

(وائل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

"غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ"

پڑھتے تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ آواز بلند کرتے)

اور بلوغ المرام میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ,قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا فرغ من قراءۃ ام القرآن ,رفع صوتہ وقال (اٰمین) رواہ الدار قطنی وحسنہ والحاکم وصححہ انتہی مافی بلوغ المرام لابن حجر العسقلانی[37]

(ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم القرآن (سورۃ الفاتحہ) کی قرآءت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز کے ساتھ آمین کہتے۔ اسے امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور اسے حسن کہا نیز حاکم نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء سے روایت کیا ہے۔

قال اَدرکت مئتین من اَصحاب النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فی ہذا المسجد؛اِذاقال الِامام : { غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ } ؛ سمعت لہم رجۃ:(آمین)[38]

(میں نے اس مسجد میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کو دیکھا ہے کہ جب امام وَلَا الضَّالِّينَ کہتا تو میں نے سنا کہ ان کے آمین کہنے سے گونج پیدا ہوجاتی)

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : «ماحسد تکم الیہود علی شیء ماحسد تکم علی السلام والتامین»[39]

(سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہودی تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا سلام اور آمین کہنے پر تم سے حسد کرتے ہیں)

اور حدیث وائل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو روایت کیا ترمذی نے بھی اور کہا ترمذی نے۔

قال الترمذي : "حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، يَرَوْنَ أَنَّ الرَّجُلَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّأْمِينِ وَلَا يُخْفِيهَا، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ ".[40]

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث حسن ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تابعین اور اتباع التابعین رضوان اللہ عنھم اجمعین میں سے کئی اہل علم اس کے قائل ہیں ان سب کا یہ موقف تھا کہ آدمی آمین کے ساتھ اپنی آواز بلند کرے اور اسے پست نہ کرے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں)

اور حدیث (وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ) کی جو روایت کیا ہے ترمذی نے خطا کیا ہے شعبہ نے کئی بات میں چنانچہ ترمذی خود کہتا ہے۔

انتہی[41]

(میں نے امام محمد (بن اسماعیل البخاری) کو یہ کہتے ہوئے سنا اس سلسلے میں سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے شعبہ نے اس حدیث میں کئی جگہ غلطی کی ہے چنانچہ اس نے کہا ہے۔ "عن حجر ابي العنبس "جب کہ اصل میں یہ "حجر بن العنبس" ہے اور اس کی کنیت ابو سکن ہے۔ اس نے اس کی سند میں علقمہ بن وائل کا اضافہ کر دیا ہے حالاں کہ اس میں علقمہ بن وائل نہیں ہے یہ تو حجر بن عنبس سے مروی ہے جو وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں نیز اس نے اس حدیث میں یہ لفظ بیان کیے ہیں۔ "خفض بها صوته" انھوں نے اس (آمین) (کے ساتھ آواز کو پست کیا) جب کہ اصل الفاظ یہ ہیں: "مدبها صوته (انھوں نے اس کے ساتھ آواز کو بلند کیا)

اور یہ بھی معلوم رہے کہ علقمہ کا سماع وائل سے ثابت نہیں ہے پس یہ حدیث منقطع ہوئی اور حدیث منقطع قابل احتجاج نہیں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تهذیب التهذیب" میں فرماتے ہیں۔

علقمة بن وائل بن حجر (1) الحضرمي الكندي الكوفي

روى عن أبيه والمغيرة بن شعبة وطارق بن سويد على خلاف فيه

وعنه أخوه عبد الجبار وابن أخيه سعيد بن عبد الجبار وعبد الملك بن عمير وعمرو بن مرة وسماك ابن حرب واسماعيل بن سالم وجامع بن مطر وسلمة بن كهيل وموسى بن عمير العنبري وقيس بن سليم العنبري وأبو عمر العائذي

ذكره ابن حبان في الثقات

قلت: ذكره ابن سعد في الطبقة الثالثة من أهل الكوفة وقال كان ثقة قليل الحديث وحكى العسكري عن ابن معين أنه قال علقمة بن وائل عن أبيه مرسل انتهى ما في تهذيب التهذيب[42]

(علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی کندی نے اپنے والد اور مغیرہ بن شعبہ اور طارق بن سوید سے (اس میں اختلاف ہے) روایت کی ہے اور ان سے ان کے بھائی عبد الجبار اور ان کے بھتیجے سعید بن عبد الجبار عبد الملک بن عمیر عمرو بن مرہ سماک بن حرب اسماعیل بن سالم جامع بن مطر سلمہ بن کہیل موسیٰ بن عمیر عنبری قیس بن سلیم عنبری اور ابو عمر وعابدی نے روایت کی ہے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے میں کہتا ہوں ابن سعد نے انھیں اہل کوفہ سے تیسرے طبقے میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے وہ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے عسکری نے ابن معین سے یہ حکایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا ہے۔ "علقمة بن وائل عن أبيه" مرسل ہے۔

امام نووی "تهذیب الاسماء" میں فرماتے ہیں۔

علقمة بن وائل المذكور في المهذب في اول باب الاقطاع من كتاب احياء الموات هو علقمة بن وائل بن حجر الحضرمي الكوفي ابوه صحابي وهو تابعي روي عن ابيه والمغيرة بن شعبة وطارق بن سويد روي عنه سماك بن حرب وعبد الملك بن عمير وغيرهم وهو ثقة بالاتفاق قال يحيى بن معين وروايته اخيه عبد الجبار عن ابيهما مرسلة لم يدركاه انتهى[43]

(علقمہ بن وائل جو "المهذب" کی کتاب "احیاء الموت" کے باب "الاقطاع" کے شروع میں مذکور ہے وہ علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی کوفی ہے۔ ان کا والد صحابی اور وہ خود تابعی ہے انھوں نے اپنے والد مغیرہ بن شعبہ اور طارق بن سوید سے روایت کی ہے جب کہ ان سے سماک بن حرب اور عبد الملک بن عمیر وغیرہ نے روایت کی ہے وہ بالاتفاق ثقہ ہے یحییٰ بن معین نے کہا ہے ان کی روایت اور اس کے بھائی عبد الجبار کی اپنے باپ سے روایت مرسل ہے کیوں کہ انھوں نے اس کو نہیں پایا ہے)

اور ابن الہمام بھی عدم سماع کا قائل ہے کذافی فتح القدیر[44] اور حدیث (اخفی بها صوته) کی جو روایت کیا ہے حاکم نے سو ضعیف کہا ہے اس کو مولانا بحر العلوم نے ارکان اربعہ میں۔

اما جهر التامين للامام والماموم فلما روي مسلم عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا, فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلَائِكَةِ: غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

ذَنْبِهِ.))واما اسرار التابعين فهومذہبنا ولم يروفيه الاما روي الحاكم عن علقمة بن وائل عن ابيه انه اذا بلغ ولا الضالين قال :اٰمين واخفى بها صوته وهو ضعيف وقد بين فى فتح القدير وجہ ضعفه لكن الامر فيه سهل فان السنة التامين اما الجهر والاخفاء فندب انتهى كلامه"[45]

(امام اور مقتدی کا جہری آواز کے ساتھ آمین کہنے کی دلیل وہ ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو،کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق (ساتھ) ہوگئی اس کے سابقہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔'' رہاتابعین کا مخفی آواز میں آمین کہنا جوہمارا مذہب ہے تو اس بارے میں صرف وہی روایت مروی ہے جس کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے علقمہ بن وائل عن ابیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَاالضَّآلِّين تک پہنچے تو آمین کہا اور اس کے ساتھ آواز کو پست کیا یہ روایت ضعیف ہے چنانچہ "فتح القدیر"میں اس کی وجہ ضعف بیان کی گئی ہے لیکن اس کے بارے میں فیصلہ کرنا بہت آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ آمین کہنا سنت ہے رہا اس کو جہری یا مخفی کہنا تو وہ مندوب ہے)

مولانا محمد اسماعیل شہید "تنویر العینین"میں فرماتے ہیں۔

والتحقيق عن الجهر بالتامين اولى من خفضه انتهى كلامه

حاصل یہ ہے کہ آہستہ آمین کہنے کے باب میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی جیسا کہ معلوم ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ الراجی رحمۃ ربہ القوي ابوالمکارم محمد علی صانہ اللہ من شر کل غبي وغوي

ابوالمکارم محمد علی(1299ء)خادم شریعت رسول الثقلین محمد تلطف حسین(1292ء)محمد نذیر حسین(1281ھ)زشرف سید کونین شدہ شریف حسین(1293ھ)

سید احمد حسن(1289ھ)محمد بن عبداللہ(1289ھ)

محمد عبدالحمید(1293ھ)المعتصم بحبل اللہ الاحد ابوالبرکات حافظ محمد(1292ھ)

محمد عبدالغفار(1288ھ)محمد عبدالعزیز(1288ھ)

شہاب الدین(1288ھ)محمد عبداللہ(1291ھ)

---

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث(705) صحیح مسلم رقم الحدیث(390)سنن ابی داوَد رقم الحدیث(721)سنن الترمذی رقم الحدیث(255)سنن النسائی رقم الحدیث(786)سنن ابن ماجہ رقم الحدیث(858)سنن الدارمی(342/1)

[2]۔ شرح صحیح مسلم(95/4)

[3]۔ صحیح البخاری : رقم الحدیث(706)

[4]۔جزء رفع الیدین(ص:37)

[5]۔جزء رفع الیدین(ص38)

[6]۔سنن النسائی رقم الحدیث(1056)

[7]۔صحیح مسلم رقم الحدیث(391)

[8]۔کتاب الام(430/7)

[9]۔جزء رفع الیدین(2)

[10]۔جزء رفع الیدین(ص11)

[11]۔سنن ابی داؤد رقم الحدیث(748)سنن الترمذی رقم الحدیث(257)

[12]۔التلخیص الجبیر(222/1)

[13]۔جزء رفع الیدین(ص9)

[14]۔جزء رفع الیدین(ص9)

[15]۔سنن ابن داؤد رقم الحدیث(749)

[16]۔عمدۃ القاری(273/5)

[17]۔کتاب الضعفاء(100/3)

[18]۔سنن ابی داود رقم الحدیث(750)

[19]۔سنن ابی داؤد رقم الحدیث(752)

[20]۔جزء رفع الیدین(ص:10)

[21]۔جزء رفع الیدین(ص:1009)

[22]نصب الرایۃ(404/1)

[23]۔کتاب العلل ومعرفۃ الرجال(368/1)

[24]۔التحقیق لابن الجوزی(232/1)

[25]۔جزء رفع الیدین(ص:7)

[26]۔سنن ابی داؤد رقم الحدیث(19)

[27]۔التحقیق فی الحدیث الخلاف (332/1)

[28]۔الدرایۃ کا بن حجر (148/1)

[29]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث (430)

[30] صحیح مسلم روم الحدیث (431)

[31]۔شرح صحیح مسلم (153/4)

[32]۔جزء رفع یدین (ص10)

[33]۔ حجۃ اللہ البالغۃ (ص34)

[34]۔ حجۃ اللہ البالغۃ (ص183)

[35]۔ سنن ابی داوٗد رقم الحدیث (934) اس کی سند میں بشر بن رافع اور ابن عم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضعیف ہیں۔

[36]۔سنن ابی داوٗد رقم الحدیث (892)

[37]۔سنن داقطنی (3351/1) المستدرک (223/1) بلوغ المرام رقم الحدیث (281)

[38]۔سنن دار قطنی (592)

[39]۔سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (656)

[40]۔سنن الترمذی رقم الحدیث (248)

[41]۔سنن الترمذی رقم الحدیث (248)

[42]۔ تہذیب التہذیب (247/7)

[43]تہذیب التہذیب (247/7)

[44]تہذیب الاسماء واللغات (481/1)

[45]۔فتح القدیر (295/1)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ:145

محدث فتویٰ